بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِياءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجمَعِين ، وَبَعْدُ:

091: سورۃ الشمس کی مختصر تفسیر

تفسیر جزء عم سورۃ الشمس کی مختصر تفسیر بیان کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝١ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ۝٢ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ۝٣ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ۝٤ وَالسَّمَاءِ وَمَا
بَنَاهَا ۝٥ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ۝٦ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۝٧ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝٨ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۝٩
وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ۝١٠ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا ۝١١ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا ۝١٢ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ
وَسُقْيَاهَا ۝١٣ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا ۝١٤ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۝١٥﴾

[الشمس: 1-15]

سورۃ الشمس کی پندرہ آیتیں ہیں اور یہ سورۃ مکی سورۃ ہے۔ اس سورۃ کا بنیادی پیغام ہے **"نفس کا تقوی"** نفس کے تزکیہ اور اس نفس کے تزکیہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے ایک خاص انداز سے۔

سورۃ کی ابتداء صیغۃ القسم سے ہوتی ہے۔ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝١﴾ اور ہم دیکھیں گے کہ اللہ تعالی نے اس عظیم سورۃ میں تقریبا گیارہ قسمیں کھائی ہیں یعنی گیارہ مرتبہ مختلف چیزوں کی اللہ تعالی نے قسم کھائی ہے اور جواب القسم جو ہے وہ نفس کا تزکیہ ہے۔ سورۃ کی ابتداء جیسا کہ سورۃ کا نام بھی اسی ابتداء سے لیا گیا ہے سورۃ الشمس ہے اور یہ نام جو ہے ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝١﴾ اس آیت سے لیا گیا ہے "الشمس"۔

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝١﴾ قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی۔ سورج اللہ تعالی کی عظیم مخلوق ہے۔ اور اللہ تعالی کی عظیم مخلوقات اور آیتوں میں سے ایک آیت ہے۔ دن کی سب سے بڑی آیت سب سے بڑی نشانی سورج کی نشانی ہے۔ اللہ تعالی نے اس سورۃ کی ابتداء اس قسم سے کی ہے۔

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝١﴾ قسم ہے سورج کی اور سورج میں جو سب سے اہم چیز ہے وہ ہے اس کی روشنی۔ تو ایک ہے قسم سورج کی، دوسری قسم ہے سورج کی روشنی کی۔ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝١﴾ اس آیت میں دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ہے سورج

کی دوسری قسم ہے سورج کی روشنی کی یعنی ﴿وَالشَّمۡسِ﴾ ایک قسم ہے، ﴿وَضُحٰهَا﴾ دوسری قسم ہے۔ اور یہ اللہ تعالی کی حکمت ہے کیونکہ اس سورۃ کا جو سیاق وسباق ہے اور جو جواب القسم ہے یعنی جس وجہ سے اللہ تعالی یہ قسم فرمارہے ہیں نفس کا تزکیہ ہے تو نفس کو روشن کرنا ہے، اصل بات یہ ہے۔ تو اس لیے اس سورۃ کی ابتدا بھی دنیا میں سب سے بڑی روشنی سے کی گئی ہے۔ سورج میں حرارت ہے، گرمی بھی ہے اور بھی چیزیں ہیں لیکن دن کی نشانیوں میں سے سب سے بڑی نشانی سورج کی قسم کھائی ہے اور پھر اس کے ساتھ سورج کی روشنی کی قسم کھائی ہے۔ ﴿وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا ۝۱﴾

اچھی ضحی کا وقت کیوں ہے خصوصی طور پر؟ اگرچہ دیکھا جائے دن میں مختلف اوقات ہیں، ابتدائی وقت اشراق کا وقت بھی ہے پھر بعد میں درمیان میں ضحیٰ کا وقت آتا ہے، پھر ظہر کا وقت آتا ہے، پھر سورج آہستہ آہستہ ڈھلتا ہے، پھر عصر کا اور پھر سورج ڈوبنے کا وقت آتا ہے تو خصوصی طور پر ضحیٰ کا کیا وجہ ہے؟ کوئی جانتا ہے؟ ضحی کے وقت کی روشنی سب سے اچھی روشنی ہوتی ہے، وہ روشنی جو آنکھوں کو چبھتی نہیں ہے۔ دوپہر کی روشنی اگرچہ زیادہ ہو تو آنکھوں کو چبھتی ہے، تو جب آپ روشنی کی بات کرتے ہیں جو سب سے بہترین روشنی ہے اشراق کے وقت کی روشنی جو ہوتی ہے وہ کم ہوتی ہے تو سب سے اچھی جب ہم روشنی کی بات کرتے ہیں، گرمی کی نہیں روشنی کی جب ہم بات کرتے ہیں تو دن کے وقت سب اچھی روشنی جو ہے وہ چاشت کے وقت ضحیٰ کے وقت کی روشنی ہوتی ہے۔ الضحیٰ: چاشت کا وقت ہے۔

﴿وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا ۝۱﴾ اور اللہ تعالی خالق ہے، مالک ہے، ذوالجلال والاکرام اللہ تعالی کی مرضی ہے اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی قسم بھی کھائے، یہ قاعدہ ہمیشہ ہم بیان کرتے ہیں کیونکہ اس میں مسلمان کا عقیدہ جڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالی خالق ہے، مالک ہے، ذوالجلال والاکرام، اللہ تعالی کی مرضی ہے اپنی مخلوقات میں سے جس چیز کی قسم بھی کھائے، لیکن مخلوق کے لیے جائز نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کسی بھی ذات کی قسم کھائے چاہے یہ ذات نبی ہو یا ولی ہو یا فرشتہ ہو، سب سے قریب ترین ذات اللہ تعالی کے مقرب فرشتے، آسمان کے فرشتے چاہے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام ہو یا کوئی اور فرشتہ ہو اور زمین میں سے سب سے عظیم لوگ جو ہیں وہ انبیاء ہیں، انبیاء کے بعد اولیاء ہیں اللہ تعالی کے، ان کی قسمیں کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ قسم اللہ تعالی کا حق ہے۔ مخلوق کے لیے قسم صرف اللہ تعالی کا حق ہے، غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے۔ اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے قسم کھانی ہو تو اللہ تعالی ہی کی قسم کھائے، یا وہ خاموشی اختیار کرے۔

دوسری حدیث میں: جو غیر اللہ کی قسم کھاتا ہے اس نے شرک کیا ہے یا کفر کیا ہے۔

تو یہ قسم کے قواعد میں سے ایک عظیم قاعدہ ہے کہ ہم مختلف سورتوں میں دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالی سورتوں کی ابتداء یا سورتوں کے درمیان میں بھی بعض اوقات اللہ تعالی قسم کھاتے ہیں تو یہ قسم جو ہے اللہ تعالی کی مرضی ہے اپنی مخلوقات میں سے جس چیز کی قسم بھی کھائے۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ مختلف قسمیں کھائی گئی ہیں۔ قسم کی سورۃ کی ابتدا جب قسم سے ہوتی ہے تو آپ دیکھیں گے اس کا گہرا تعلق ہوتا ہے جواب القسم سے، یاد رکھیں۔ اب تزکیۃ النفس ہے ابتدا قمر سے نہیں ہوئی، قمر کی روشنی بھی ہے وہ بعد میں ہے اب سورج کی روشنی، سورج خود اس کی قسم پھر اس کی روشنی کی قسم۔

پھر دوسری آیت میں ﴿وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا۝٢﴾ اور چاند کی جب اس کے پیچھے سے نکلے یا اس کے پیچھے چلے۔ تو چاند کی قسم تیسرے نمبر پر کھائی ہے۔ بات ہم تزکیۃ النفس کی کر رہے ہیں یہ جواب القسم ہے تو کوئی کہے گا کہ یار چاند، چاند بھی تو روشن ہوتا ہے نہ تو چاند تیسرے نمبر پر کیوں ہے؟ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ چاند کی روشنی اپنی روشنی نہیں ہے، چاند کی روشنی بھی سورج سے لی گئی ہے (reflect) کرتا ہے سورج کی روشنی کو۔ اور چاند کی روشنی اندھیرے میں اگر آپ رات کے اندھیرے میں دیکھیں اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ سورج کی روشنی ضحی کے وقت ہوتی ہے۔

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا۝١﴾﴿وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا۝٢﴾ قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کے پیچھے چلے یا سورج کے بعد نکلے۔ پہلے سورج نکلتا ہے مشرق سے مغرب کی طرف، اس کے پیچھے پھر چاند چلتا ہے یہ طریقہ ہے۔

پھر اللہ تعالی قسم فرماتے ہیں ﴿وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا۝٣﴾ اور قسم ہے دن کی جب اسے روشن کر دے۔ دن کو روشن کیا کر رہا ہے؟ سورج کر رہا ہے اس کی روشنی کر رہی ہے۔ پھر دن کی قسم کھائی ہے۔ سورج ہے تو چاند ہے، اب دن ہے تو کیا ہونا چاہیے؟ رات۔ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا۝٤﴾ اور قسم ہے رات کی جب وہ اسے ڈھانپ لے۔ کس چیز کو ڈھانپ لے؟ دن کی روشنی کو ڈھانپ لے، سورج کی روشنی کو ڈھانپ کے۔ اب دیکھ لیں یعنی سیاق دیکھیں آپ۔ سورج کی ضد چاند ہوتا ہے۔ کیونکہ سورج دن کو ہوتا ہے اور چاند رات کو ہوتا ہے، دن کا ضد جو ہے وہ رات ہوتی ہے۔ دن میں روشنی ابھر کے آتی ہے، بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ دن کے آخر میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور رات اس روشنی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ابتدا میں روشنی کم ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ رات کے آخری وقت میں یہ بڑھتی جاتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے۔

پھر جب سورج اور چاند کی بات کی ہے، دن اور رات کی بات کی ہے پھر اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا۝٥﴾ اور قسم ہے آسمان کی اور جس نے اسے بنایا۔ آسمان کی قسم ہے اور اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بنایا ہے۔ کس نے بنایا ہے؟ اللہ تعالی نے بنایا ہے۔ آسمان نے اپنے آپ کو خود نہیں بنایا ہے نہ کسی اور مخلوق نے بنایا ہے۔ یہ

عظیم آسمان یہ بڑا آسمان جو ہے، کیونکہ جب سورج اور چاند کی بات کی، سورج اور چاند کہاں پہ ہیں؟ آسمان پہ ہیں نہ؟ تو آسمان کی قسم ہونی تھی کہ نہیں ہونی تھی؟ تو آسمان کی قسم بھی ہوئی ہے۔﴿وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا۝٥﴾ اور آسمان کی قسم کیونکہ یہ بہت بڑی مخلوق ہے اور آسمان کے خالق کی بھی قسم جس نے اسے بنایا ہے، اللہ تعالی کی قسم بھی ہے۔ جب آسمان کی قسم کھائی ہے تو آگے پھر کیا ہونا چاہیے؟ آسمان کا ضد کیا ہے؟ سیاق، سباق دیکھیں آپ۔ اضداد آرہے ہیں۔ سورج ہے تو چاند ہے، دن ہے تو رات ہے، اب آسمان ہے تو زمین ہونی چاہیے نا؟﴿وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا۝٦﴾ اور قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے پھیلایا ہے۔ کس نے پھیلایا ہے؟ اللہ تعالی نے۔ آسمان کے ساتھ اللہ تعالی نے خود اپنی قسم کھائی ہے، زمین کے ساتھ اپنی قسم کھائی ہے۔ یہ وہ دو بڑی آیتیں ہیں جو ہمیں نظر آتی ہیں۔ اگر سورج کے سامنے بادل آجائیں سورج چھپ سکتا ہے، کبھی آسمان بھی چھپ سکتا ہے؟ دن ہو یا رات ہو، چھپ سکتا ہے آسمان؟ زمین کبھی چھپ سکتی ہے جس پر ہم چلتے ہیں؟ تو اس لیے سبحان اللہ! واللہ اعلم! اللہ تعالی نے اپنی قسم ان دو بڑی آیتوں کے ساتھ کھائی ہے۔﴿وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا۝٥﴾﴿وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا۝٦﴾ یہ آسمان کو، جب آسمان کا ذکر آتا ہے تو بنانے کا ذکر کیوں آتا ہے؟ کیونکہ آسمان ایسی مخلوق ہے جو زمین کی چھت ہے لیکن اس کا کوئی ستون نہیں ہے۔ تو بنانے کا کمال ہے کہ نہیں؟ بنانے والے کا کمال ہے کہ نہیں؟ کمال ہے۔ تو اس لیے جب آسمان کی بات آتی ہے تو بنانے کی بات آتی ہے۔ زمین کی جب بات آتی ہے تو زمین اگر ہموار نہ ہوتی، اگر زمین برابر نہ ہوتی، اگر زمین پہاڑوں کی مانند ہوتی، دیکھیں ہم کبھی جاتے ہیں (hiking) پہ، یا کبھی کسی پہاڑ پہ، گئے ہیں کہ نہیں گئے؟ اگر یہ زمین بھی پہاڑ جیسی ہوتی تو اس پہ رہنا آسان ہے؟ جو لوگ پہاڑوں پہ رہتے ہیں ان سے پوچھ کے دیکھیں، یعنی صرف پانی لے جانے کے لیے پہاڑوں پہ اوپر کتنی مشقت اور دقت ہوتی ہے۔ اللہ تعالی نے اس زمین کو ہموار کر دیا ہے۔ پہاڑ موجود ہیں لیکن اس کے خاص مقصد کے لیے موجود ہیں۔ رہنے کے لیے نہیں ہیں پہاڑ، اگرچہ بعض لوگ پہاڑوں پہ رہتے ہیں، ان پہاڑوں پہ جو سیدھے ہیں جو رہنے کے قابل ہوں وہاں پر تو آپ دیکھیں کئی شہر قائم ہیں۔ لیکن اگر یہ زمین ہموار نہ ہوتی تو زمین پر رہنا محال ہو جاتا اور رہنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا کیونکہ اصل فائدہ کیا ہے رہنے کا زمین پر اس دنیا میں؟ اللہ تعالی کی عبادت ہے، دین کو قائم کرنا ہے تو پانچ وقت نماز کیسے پڑھ سکتے؟ اگر راستہ ہموار نہ ہوتا، سیدھا نہ ہوتا اور مسجد یعنی کسی پہاڑ کی چوٹی پہ ہوتی اور ہم اس کے گرد کہیں رہتے تو وہاں تک جانے کے لیے کتنی مشقت ہوتی۔ سبحان اللہ!

اس لیے اللہ تعالی نے زمین کو ہموار بنادیا ہے۔﴿وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا۝٦﴾ زمین پہ رہتا کون ہے؟ جس کی اصل بات ہونے والی ہے۔ ابھی جواب القسم نہیں آیا ابھی تک۔ اب جس ذات کی بات کرنی ہے، اب آگے جس کے لیے زمین کو ہموار کیا گیا ہے، جس

کے لیے آسمان کو بنایا گیا ہے زمین کو ہموار کیا گیا ہے، کس کے لیے؟﴿وَنَفۡسٖ وَمَا سَوَّىٰهَا۝٧﴾اور قسم ہے نفس کی یعنی انسان کی اور جس نے اسے درست کیا۔ انسان بھی بہت بڑی مخلوق ہے، عظیم مخلوق ہے۔ اشرف المخلوقات ہے۔ زمین و آسمان کی خلقت سے بھی انسان کی خلقت جو ترکیب ہے انسان کی جو اس کی بناوٹ ہے، جو اس کے (stages) ہیں بننے کے اور پیدائش کے اور پھر اس انسان کو جو اللہ تعالی الہام دیتا ہے اچھائی اور برائی کا اور انسان کا رہن سہن اور پھر مکلف مخلوق ہے جس کے لیے اللہ تعالی نے آسمان و زمین سورج و چاند کو مسخر کر دیا ہے اب اس کے ساتھ بھی دیکھیں﴿وَنَفۡسٖ وَمَا سَوَّىٰهَا۝٧﴾اور قسم ہے نفس کی یعنی انسان کی اور جس نے اسے درست کیا ہے۔ "وما خلقھا" کیوں نہیں؟ صرف خلق نہیں ہوتی ہے انسان کی۔ "بناھا" نہیں ہے۔ صرف ہموار نہیں کیا ہے پیدا کیا ہے اور درست پیدا فرمایا ہے۔ "فی احسن تقویم" سے کیا مراد ہے؟ "في احسن تقويم" میں اور اس آیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف پیدا نہیں کیا ہے بلکہ بہترین طریقے سے پیدا، بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔﴿وَنَفۡسٖ وَمَا سَوَّىٰهَا۝٧﴾ اور قسم ہے نفس کی یعنی انسان کی اور جس نے اسے درست فرمایا ہے۔ انسان کو پیدا کر کے یونہی چھوڑ دیا ہے بس؟ اب زندگی بسر کرے، زمین پر رہے، اس ہموار زمین پر رہے تو اس نے کرنا کیا ہے اس زمین پر رہ کر؟ کیا اچھا ہے کیا برا ہے؟ کیا صحیح ہے کیا غلط ہے؟ جس رب نے اسے پیدا کیا ہے اس رب نے اس کو کیوں پیدا کیا ہے؟ اس کا رب اس سے چاہتا کیا ہے؟ اس دنیا میں رہے وہ کیسے رہے؟ اس نے کرنا کیا ہے؟ کیا اچھا کیا برا ہے؟

پھر اللہ تعالی فرماتے ہیں:﴿فَأَلۡهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقۡوَىٰهَا۝٨﴾ پھر اللہ تعالی نے اسے گناہ اور پرہیز گاری کی سمجھ اس کے دل میں ڈال دی۔ اس کا رب جس نے اسے پیدا کیا ہے اس رب نے اسے اس کی اپنی عقل کے حوالے نہیں کیا، مخلوقات میں سے کسی اور مخلوق کے حوالے نہیں کیا، اب اس زمین پر اس نے کیسے رہنا ہے؟ کیوں رہنا ہے؟ اس کو کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ اللہ تعالی نے ایک تو اس کے نفس کے اندر اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کیا اچھا ہے کیا برا ہے۔ اور پھر اس دنیا میں رہنے کے لیے فجور اور تقوی ہوتا کیا ہے، اچھائی برائی ہوتا کیا ہے؟ اس کا اصل معیار کیا ہے؟ وہ اللہ تعالی کا دین اور شریعت ہے جس کے لیے اللہ تعالی نے اپنی کتابیں نازل فرمائی ہیں اور اپنے رسول مبعوث فرمائے ہیں۔

اصل فجور اور تقوی کیا ہے؟ وہ نہیں جو ہماری عقل کہتی ہے اچھا اور برا، نہیں!﴿فَأَلۡهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقۡوَىٰهَا۝٨﴾ ہم اپنی خلق کے اعتبار سے طبع سے بھی جانتے ہیں کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے لیکن وہ کافی نہیں ہے۔ تو اس لیے لفظ دیکھیں اچھے برے کا لفظ نہیں ہے فجور اور تقوی کا لفظ ہے۔ اور تقوی کا لفظ قرآن مجید میں اور صحیح حدیث میں آیا ہے۔ پرہیز گاری ہے، اللہ تعالی کی

فرمانبرداری ہے، نافرمانی سے بچنا ہے، تو متقی لوگ ہی اللہ تعالی کے پیارے بندے اور اچھے لوگ ہوتے ہیں۔ ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴿٨﴾﴾

اب جواب القسم ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا﴿٩﴾﴾ تحقیق کامیاب ہوا جس نے اس کو پاک کیا۔ اب گیارہ قسمیں ہیں گنتے ہیں۔

﴿وَالشَّمْسِ﴾ ایک،

﴿وَضُحَاهَا﴾ دو،

﴿وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا﴾ تین،

﴿وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا﴾ چار،

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا﴾ پانچ،

﴿وَالسَّمَاءِ﴾ چھ،

﴿وَمَا بَنَاهَا﴾ سات،

﴿وَالْأَرْضِ﴾ آٹھ،

﴿وَمَا طَحَاهَا﴾ نو،

﴿وَنَفْسٍ﴾ دس،

﴿وَمَا سَوَّاهَا﴾ گیارہ۔ یہ گیارہ قسمیں ہیں اللہ تعالی نے کھائی ہیں۔

ذرا غور کریں ذرا۔ دنیا کا آپ کی نظر میں سچا ترین انسان آپ کو ایک خبر دیتا ہے اور ایک مرتبہ قسم کھا کے وہ خبر دیتا ہے اس کی بات کتنی قوی ہو گی؟ مانیں گے کہ نہیں مانیں گے؟ اچھا وہ دو مرتبہ قسم کھاتا ہے، کیسی بات ہو گی؟ مزید مضبوط ہو گی کہ نہیں؟ وہ اسی بات کو ثابت کرنے کے لیے تین مرتبہ قسم کھاتا ہے، چار مرتبہ کھاتا ہے، پانچ مرتبہ کھاتا ہے، واللہ! واللہ! واللہ! یا بعض علماء مختلف صیغے سے کہتے ہیں، واللہ! و باللہ! وتاللہ! کوئی شخص ایسی بات کہے نہ یعنی اس کے بعد کوئی قسم باقی نہیں رہی۔ جو حروف القسم ہیں سب استعمال کر کے اس بندے نے قسم کھائی یعنی اب اس کے بعد اس کے پاس اب اور کوئی عبارت یا جملہ نہیں ہے جس سے اپنی بات کو ثابت کر سکتا ہے۔

اگر اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلي الله عليه وسلم ایک مرتبہ قسم کھا کے کوئی حدیث فرمائیں، کوئی بات فرمائیں اگرچہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلي الله عليه وسلم کو قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ فرمان حق ہے نا؟ یعنی ہمارے اوپر فرض ہے کہ جو بھی خبر اللہ

تعالی کے پیارے پیغمبر صلي الله عليه وسلم دیتے ہیں اس کی تصدیق کرنا فرض ہے بغیر قسم کے۔ لیکن بعض اوقت ہم دیکھتے ہیں «والذی نفسی بیدی» اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں یا مٹھی میں میری جان ہے۔ اللہ کی قسم کھا کے فرماتے ہیں۔ کس لیے؟ یعنی اس عبارت اور جملے کو یا اس خبر کو مزید مضبوط کرنے کے لیے۔

رب ذوالجلال سبحانہ وتعالی قرآن مجید کی واحد سورت ہے یہ سورت ہے "سورۃ الشمس" اللہ تعالی گیارہ مرتبہ قسم فرماتے ہیں، ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں، دس نہیں، گیارہ مرتبہ۔ یعنی کوئی اہم بات ہونے والی ہے کہ نہیں؟ کتنی بڑی اہمیت ہے اس بات کی جس کی قسم اتنی مرتبہ کھائی جارہی ہے اور رب ذوالجلال سبحانہ وتعالی قسم فرمارہے ہیں۔ ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا ۝٩﴾ بارہویں مرتبہ یعنی گیارہ قسمیں الگ، بارہوں مرتبہ "قَدْ" کے صیغے سے، "قَدْ" یعنی "تحقیق" یہ بھی یعنی اس خبر کی مزید تصدیق کے لیے یہ بات یعنی یہ لفظ بیان کیا جاتا ہے۔ ﴿قَدْ أَفْلَحَ﴾ تحقیق یقینا" یہ کہا جاتا ہے ترجمہ میں، یقینا بھی کہتے ہیں تحقیق بھی کہتے ہیں۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ﴾ اس نے فلاح پالی ہے۔ اچھا کس نے فلاح پالی ہے؟ اور یہ گواہی کون دے رہا ہے؟ کتنی قسمیں کھا کے؟ یعنی اس کے بعد اور کوئی ماکیابی ہو نہیں سکتی، فلاح اس شخص نے پالی ہے۔ خوشخبری ہے کہ نہیں؟ اگلا ایک ہی لفظ ہے۔ جو شخص اس لفظ کو اپنی زندگی میں لے کے آتا ہے وہ شخص کامیاب ہو جاتا ہے۔

"أفلح" فعل ماضی ہے یعنی اس نے فلاح پالی ہے، بات ختم ہو چکی ہے، گواہی اللہ تعالی دے رہے ہیں گیارہ قسمیں کھانے کے بعد تحقیق کے ساتھ۔ ﴿قَدْ أَفْلَحَ﴾

کون ہے؟ ﴿مَن زَكَّاهَا﴾ جس نے اسے پاک کیا۔ کس چیز کو پاک کیا؟ ﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۝٧﴾ نفس کو، جس نے اپنے نفس کو پاک کیا ہے، اس نے فلاح پالی ہے۔ فلاح سے مراد، اس کامیابی سے مراد مطلق کامیابی ہے بغیر کسی قید کے۔ یعنی دنیا میں بھی کامیاب ہے یہ شخص آخرت میں بھی کامیاب ہے یہ شخص۔ مگر اس نے کیا کیا ہے؟ اس نے اپنے نفس کو پاک کیا ہے۔ کس چیز سے پاک کیا ہے؟ یعنی نفس اب کس، کب کسی چیز کی صفائی کرتے ہیں؟ کسی چیز کو کب پاک کرتے ہیں؟ یعنی پلیٹ ہے آپ کے پاس، پلیٹ کو کب صاف کرتے ہیں؟ جب خراب ہوتی ہے نہ، کبھی دھلی ہوئی پلیٹ کو کوئی دھوتا ہے؟ نہیں دھوتا نہ؟ آپ اپنے ہاتھ اور چہرہ کب دھوتے ہیں؟ صبح صبح اٹھ کے کیوں منہ دھوتے ہیں؟ وضو کرتے ہیں نہ فجر کے وقت؟ ہم لوگ نماز سے پہلے وضو کیوں کرتے ہیں؟ جسم کو صاف کرتے ہیں کہ نہیں؟ تو ہمیشہ پاکیزگی قاعدہ ہے، کب کی جاتی ہے؟ جب اس کی ضرورت ہوتی

ہے نہ؟ یا ورنہ پانی ایسے ہی ضائع کرنا ہے؟ دھلے ہوئے کو کوئی بار بار دھوتا ہے؟ اچھا دھلے ہوئے کو جو بار بار دھوتا ہے کیا کہتے ہیں اسے؟ ہے Obsessive Syndrome ۔اس کو کوئی پرابلم ہے اسے، کوئی(psychological) پرابلم ہے کوئی اسے۔ بعض لوگ ہوتے ہیں نہ بیچارے اس مرض میں مبتلاء اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے باتھ روم میں آدھا آدھا گھنٹہ لگادیتے ہیں، ایک ایک گھنٹہ لگادیتے ہیں، وضو بار بار کرتے ہیں، کہتے ہیں صاف نہیں ہوئے۔ ارے صاف ہوگئے، پاک ہوگئے، کیا ہوگیا ہے؟ لیکن ان کا دل نہیں مانتا، تکلیف ہے، بیماری ہے۔ سمجھدار عقلمند انسان کے لیے جب وہ اپنے جسم کو پاک کرلیتا ہے تو اسے پتا چل جاتا ہے اب میں پاک ہوگیا ہوں۔﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا﴾ اس نے فلاح پالی ہے، تحقیق ہے، یقین کے ساتھ، جس نے اپنے نفس کو پاک کیا۔ اس کا مطلب ہے نفس میں بھی کوئی ملاوٹ ہو جاتی ہے، کوئی خرابی ہو جاتی ہے جس کو ہم نے پاک کیا ہے، جس کو ہم نے پاک کرنا ہے۔ آخر وہ کیا چیز ہے جو نفس کو ناپاک کردیتی ہے؟ جو ہمیں ہمارے دل کو ناپاک کردیتی ہے؟ وہ کیا چیز ہے؟ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو چیزوں سے پیدا کیا ہے، ایک جسم ہے، ایک جان ہے۔ نہیں؟ جسم ہے اور نفس ہے۔ جسم کو بھی ہم پاک کرتے ہیں یہ جسم کی طہارت ہے۔ نفس کو پاک کیسے کیا جاتا ہے؟ پانی سے؟ ہم جسم کو کیسے پاک کرتے ہیں؟ دو چیزوں سے، یا پانی سے یا مٹی سے۔ اگر پانی نہ ہو یا استعمال نہ کوئی کرسکے تو ہم کیسے پاک کرتے ہیں جسم کو؟ شرعاً پانی سے یا مٹی سے، یا غسل ہے، وضو ہے یا تیمم ہے، ٹھیک ہے؟

نفس کو پاک کیسے کیا جاتا ہے؟ پہلی بات یہ ہے کہ نفس کو پاک کرنا ہے، کیوں؟ کیونکہ نفس بھی خراب ہو جاتی ہے۔ نفس بھی آلودہ ہو جاتی ہے اس میں بھی خرابی پیدا ہو جاتی ہے، اب نفس کی کیا خرابیاں ہیں نمبر ایک؟ نمبر دو پاک کیسے کرنا ہے؟ واللہ سب موجود ہے لیکن بات یہ ہے کہ پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ نفس کو ہم نے پاک کرنا ہے تاکہ ہم فلاح پالیں۔ فلاح کون سی ہے؟ کامیابی کون سی ہے؟ دنیا اور آخرت کی۔ دنیا کی کامیابی کیا ہے؟ تزکیہ سے پہلے، دنیا کی کامیابی کس چیز سے جڑی ہوئی ہے؟ مال سے؟ دولت سے؟ مطلب جو جس کے پاس جتنا زیادہ مال ہو وہ کامیاب ہوگیا؟ کیا خیال ہے؟ تو پھر قارون کامیاب تھا کہ نہیں؟ کامیاب تھا دنیا میں؟ فرعون نمرود دنیا تھی ان کے پاس کہ نہیں تھی؟ کم دنیا تھی؟ بہت زیادہ دنیا تھی۔ ان کی سوچ سے بھی زیادہ دنیا تھی۔ کامیاب ہوئے؟ سب سے بڑے ناکام لوگ گزرے ہیں اس دنیا میں۔ نہیں؟ شہرت ہے، عزت ہے، اقتدار ہے یہ کامیابی کا معیار ہے؟

ابو جہل مشہور تھا اپنے زمانے کا، ابولہب معروف تھا اپنے زمانے میں۔ کامیاب ہو چکا؟ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ دنیا میں بھی ناکام، آخرت میں بھی ناکام۔ جس کی زیادہ بیویاں ہوں چار بیویوں والا وہ کامیاب ہوتا ہے؟ زیادہ بچوں والا کامیاب ہوتا ہے؟ زیادہ

بزنس والا کامیاب ہوتا ہے؟ بڑے نام والا کامیاب ہوتا ہے؟ کامیاب ہوتا کون ہے دنیا میں؟ اگر یہ کامیابی کا معیار نہیں تو پھر کامیاب ہوتا کون ہے؟ کون ہوتا ہے دنیا میں کامیاب؟ جو اس دنیا میں، اس دنیا میں آنے کے سبب کو سمجھ لیتا ہے کہ وہ اس دنیا میں آیا کیوں ہے؟ اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کر لیتا ہے۔ مرتے دم تک اسی پہ قائم رہتا ہے۔ یہ کامیاب انسان ہے۔

دنیا میں آئے کیوں ہیں ہم لوگ؟ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ عبادت کرتے رہے، توحید عبادت پر زندگی قائم رہی اور اس عبادت کو قائم کرنے کے لیے اس دنیا میں ہی ہم نے کرنا ہے، اس دنیا کو آسان کرنے کے لیے اگر اللہ تعالی دنیا دے دیتا ہے تو وہ اسے ٹھکراتے نہیں ہیں۔ صرف چالیس چالیس سال بادام پر ہی گزارہ نہیں کرتے۔ نہیں۔ دنیا ملی ہے تو اس دنیا کو اللہ کی عبادت میں صرف کر لیتے ہیں۔ مزید تقویت ملتی ہے۔ «ربنا آتنا في الدنيا حسنة» پہلے ہے «وفي الاخرة حسنة» بعد میں ہے، «وقنا عذاب النار»۔ «وفي الاخرة حسنة» دنیا کے حسنۃ کے ساتھ اللہ تعالی نے جوڑ دی ہے۔ پہلے دنیا میں حسنۃ ہے اور ہم ایک بہت بڑی عبادت طواف کی عبادت میں، طواف کے ہر چکر رکن یمانی سے لے کر حجر اسود تک دعائے مسنون ہے یہ دعا پڑھنا «رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ» اللہ تعالی نے ہمیں مال سے نہیں منع فرمایا، دولت سے منع نہیں فرمایا، تجارت سے منع نہیں فرمایا، پیسہ کمانے سے منع نہیں فرمایا۔ اللہ تعالی نے ہمیں منع فرمایا ہے حرام کمائی سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالی نے ہمیں نافرمانی سے منع فرمایا ہے، ظلم سے منع فرمایا ہے، چوری ڈکیتی سے منع فرمایا ہے، اور سود سے اور جو بھی حرام کمائی کے ذرائع ہیں اللہ تعالی نے ان سے منع فرمایا ہے۔ دنیا سے منع نہیں فرمایا اللہ تعالی نے کیونکہ دنیا اللہ تعالی اپنے پیاروں کو بھی دیتا ہے اپنے دشمنوں کو بھی دیتا ہے لیکن آخرت صرف اپنے پیاروں کو دیتا ہے۔ تو فلاح سے مراد دنیا کی فلاح کہ بندہ اپنے رب کا فرمانبردار رہتا ہے مرتے دم تک۔

«إنما الأعمال بالخواتيم» یہ بہت بڑی بات ہے۔ دنیا میں مصیبتیں ہیں، پریشانیاں ہیں، مشقتیں ہیں، بہت سارے چیلینجز ہیں پاؤں ڈگمگاتے نہیں ہیں، ثابت قدمی کی دعا اپنے رب سے مانگتے رہتے ہیں۔ اخلاص نیت کے ساتھ اتباع سنت کے ساتھ، توحید اور سنت پر منہج السلف پر قائم رہتے ہیں مرتے دم تک رہتے ہیں، واللہ! اس سے بڑا انعام اور احسان اللہ تعالی کا ہو ہی نہیں سکتا کوئی۔ پیسے ہاتھ میں آئے کفن کے ساتھ چلے گئے، بیوی بچے آئے دنیا میں کفن کے ساتھ چلے گئے، ساری کی ساری دنیا آپ کما لیں مرنے سے ختم۔ ساتھ کیا جائے گا؟ یہی توحید ہے یہی سنت ہے، ایمان ہے، عمل صالح ہے۔ یہ ساتھ جائے گا۔ قبر میں بھی یہ ساتھ رہے گا، میدان محشر میں بھی یہ ساتھ رہے گا پل صراط میں بھی یہی ساتھ رہیں گے، جنت میں داخل ہونے تک یہ ایمان اور عمل صالح ساتھ رہے گا۔ جنت کے اندر بلندی درجات کس اعتبار سے ہوں گے؟ یہی ایمان اور عمل صالح ہے، اگر کوئی نافرمان ہے

گنہگار ہے لیکن ہے موحد متبع سنت جہنم سے کس چیز سے نکلے گا؟ کس بنیاد پر نکلے گا؟ اسی ایمان کی بنیاد پہ، اللہ تعالی حکم دے گا اے میرے فرشتو جا کر جہنم سے نکالو اس بندے کو جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان باقی ہے اس کو بھی نکالو جہنم سے۔ یہ اصل کامیابی ہے۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا﴾ تزکیہ کرنا ہے۔ پاکیزگی اختیار کرنی ہے، نفس کو پاک کرنا ہے، کس چیز سے کرنا ہے؟ سب سے بڑی موذی بیماری کیا ہے دل کی؟ نفس کی؟ شرک ہے۔ شرک سے پاک کرنا ہے، کفر ہے، نفاق اکبر ہے، ظلم اکبر ہے، جو بھی یہ اکبر گناہ ہیں نا جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں ان سب سے پاک کرنا ہے۔ بدعات و خرافات سے، بدعات مکفرہ سے پاک کرنا ہے، باطل مناہج سے پاک کرنا ہے، لوگوں کے دل بھرے ہیں اولیاء کی محبت سے جنہیں وہ اولیاء بناتے ہیں اور اتنی زیادہ محبت ہے غلو کر بیٹھتے ہیں اور مرنے کے بعد اسی ولی کی جس کو ولی کہتے ہیں قبر پہ مزار بنا لیتے ہیں اور پھر شرک کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اس ولی کا حق ہے۔ سبحان اللہ! یہ کس نے کہا ہے ولی کا حق ہے؟ یہ شرک ہے ولی کا حق نہیں ہے۔ اور ایک ہی مزار پر آپ دیکھیں کتنی شرک کی صورتیں آپ کو نظر آتی ہیں۔ کتنی بدعات اور خرافات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی کی کتنی بڑی نافرمانی ہوتی ہے۔ تو دل کو پاک کرنا، اپنے نفس کو پاک کرنا ہے شرک سے، کفر سے، نفاق سے، ظلم سے، بغض سے، نفرت سے اور جو بھی اللہ تعالی کی نافرمانیاں ہیں۔ دل کی جو بھی بیماریاں ہیں۔ دل کو پاک کرنا ہے نفس کو صاف کرنا ہے اور پاک کرنا ہے۔

پاکیزگی کیسے کریں گے نفس کی؟ یہاں تو اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ تقوی کا راستہ اختیار کرنا ہے اور پھر آگے بھی ایک مثال آئے گی کہ جو نفس کا تزکیہ نہیں کرتا اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے لیکن بات آگئی ہے تو میں بتا دیتا ہوں نفس کا تزکیہ جو اللہ تعالی نے ہمیں بیان فرمایا ہے کیونکہ لوگوں نے جو دنیا میں، دیکھیں جتنے بھی آج مذاہب موجود ہیں نفس کے تزکیے کی سب بات کرتے ہیں، ہندو مذہب دیکھ لیں، وہ بھی کہتے ہیں کہ نفس کو پاک کرنا ہے۔ کرسچن بھی کہتے ہیں، یہودی بھی کہتے ہیں، سب کہتے ہیں۔ بلکہ بے دین بھی کہتے ہیں کہ انسان کو اندر سے اچھا ہونا چاہیے بندے کو دل کا اچھا ہونا چاہیے۔ کہتے ہیں کہ نہیں کہتے؟ یہ سب بات کرتے ہیں تزکیہ نفس کی لیکن راستے مختلف اپنائے ہیں۔ اچھا مثال کے طور پر دیکھ لیں آپ بعض لوگ اپنے جسم کو عذاب اور تکلیف دیتے ہیں، کس لیے؟ تاکہ نفس پاک ہو جائے، کہتے ہیں نفس کا سب سے بڑا دشمن جسم ہے۔ جتنی ہم جسم کو دبائیں گے جسم کو تکلیف دیتے ہیں وہ نفس اتنا ہی ابھر کے سامنے آئے گا، پاک ہو جائے گی، اور پھر کوئی اپنے آپ کو کوئی کوڑے مارتا ہے کوئی سیخیں مارتا ہے، کوئی پتا نہیں جسم کو مختلف طریقے سے، میں نے ایک کلپ دیکھا تھا کچھ عرصہ پہلے لوگ ہیں جو آگ جل رہی ہے اس میں تیل ہے آگ کے اوپر، یعنی بڑی سی کڑاہی ہے اس طریقے کی اس میں تیل ہے اور لوگ طواف کر

رہے ہیں اس کا۔ آٹھ دس لوگ ہیں اور وہ یوں ہاتھ تیل کو لگا کے جسم پہ لگاتے ہیں، ہاتھ بھی جل رہے ہیں جسم بھی جل رہا ہے، بالکل سرخ۔ کہتے ہیں یہ پتا نہیں کس مذہب سے ان کا تعلق تھا شاید بت پرست لوگ تھے، کہتے ہیں یہ نفس کا تزکیہ ہو رہا ہے۔ سبحان اللہ! کیا نفس کا تزکیہ ہو رہا ہے یہ؟ یہ عذاب ہے اللہ تعالی کا۔ جب غلط راستہ اپنایا ہے اپنے رب کے بتائے ہوئے راستے کو پس پشت ڈال دیا ہے، حق کو چھوڑ دیا ہے تو باطل پر چلنے کی یہی سزا ہے دنیا میں۔

اب روافض دیکھتے ہیں روافض کیا کرتے ہیں عاشورے کے دن؟ کیا کرتے ہیں؟ اپنے آپ کو مارتے ہیں، ماتم کرتے ہیں۔ مارتے کیوں ہیں؟ اسی تزکیے کے لیے اپنے آپ کو مارتے ہیں۔ اپنے آپ کو سزا دیتے ہیں۔ اور پھر دیکھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم اپنے آپ کو مار کے تھک جاتے ہیں تو یوں لمبا سانس لیتے ہیں اور کہتے ہیں اب ہم پاک ہو گئے ہیں اب سکون ملا ہے۔ سکون کیوں ملتا ہے؟ کیوں کہ اندر پاک ہو جاتا ہے نہ تب سکون ملتا ہے۔ تو کون سا سکون ہے بھئی؟ یہ شیطانی محض شیطانی وسوسہ ہے اور کیا ہے۔

امام ابن القیم بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ کرسچن یا غیر مسلم جتنے بھی ہیں یہ بھی دعوی کرتے ہیں کہ ہمیں اندرونی سکون ملتا ہے۔ نفس کی پاکیزگی کا اندرونی سکون کا یہ بھی دعوی کرتے ہیں کہ کرسچن پادری کو دیکھیں عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتا رہتا ہے، شرک کرتا رہتا ہے اور پھر سکون سے کہتا ہے کہ دل میں سکون ہے اطمینان ہے۔ کرسچن بھی کہتے ہیں کہ یار ہمیں تو سکون ملتا ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دل کا سکون نہیں ہے یہ شیطان کا اس دل میں قبضہ ہے اور شیطان جیسے کہ وسوسہ کرتا ہے دل میں وہ دھوکہ دے کے بتاتا ہے کہ تمہارے دل میں اب سکون پیدا ہو گیا ہے۔ یہ وسوسہ ہے شیطان کا، کچھ بھی نہیں ہے ورنہ شرک میں کہاں سکون ہے؟ کفر میں کہاں سکون ہے؟ سبحان اللہ!

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ جو اللہ کے ذکر میں شرک کرتے ہیں، جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں، جو بدعی اذکار سے ذکر کرتے ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ کئی بزرگ ایسے بیٹھے ہوتے ہیں اور دو دو لاکھ کی ہاتھ میں تسبیح ہوتی ہے لمبی سی، بیٹھے ہیں، ہُ، ہُ، اللهُ، اللهُ، اللهُ، کہتے ہیں بڑا سکون ملتا ہے بھئی۔ یہ بڑا سکون ملتا ہے۔ کیا سکون ہے کس میں بدعت میں سکون رکھا ہے؟ اللہ کے بندے توحید اور سنت میں سکون ہے، صحیح منہج میں سکون ہے ذرا وہ راستہ اختیار کر کے دیکھو پھر دیکھو دونوں میں واللہ زمین آسمان کا فرق ہے، دونوں سکونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کہتے ہیں سکون ہے نا؟ یہ محض شیطان کا بہکاوا ہے کچھ بھی نہیں ہے۔

الغرض! تزکیہ کیسے کیا جاتا ہے؟ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مختلف آیات میں بیان فرمایا ہے۔ قرآن اور سنت سے تزکیہ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الجمعہ میں ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ﴾ اسی نے ہی امیین یعنی جو عرب تھے، جو امی تھے،

پڑھے لکھے نہیں تھے،ان پڑھ تھے،انہیں میں سے ان میں رسول مبعوث فرمایا۔﴿يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ﴾ان پر اللہ تعالی کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں۔﴿وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ اور ان کو تعلیم دیتے ہیں کتاب کی اور حکمت کی اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔تزکیہ کس چیز کا کرتے ہیں؟﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا۝٩﴾ یہ تزکیہ ہے۔ تعلیم ہے،الکتاب قرآن مجید ہے۔ والحکمۃ حدیث رسول صلي اللہ علیہ وسلم، سنت رسول صلي اللہ علیہ وسلم ہے یہ تزکیہ ہے،تزکیہ ہوتا ہے قرآن اور حدیث سے، تزکیہ ہوتا ہے قال اللہ و قال رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم سے،تزکیہ ہوتا ہے وحی سے۔یہ تزکیہ ہے بشرطیکہ صحیح سمجھا جائے۔ اس لیے رسول نے آکر سمجھایا ہے، یہ نہیں ہے کہ بس ایک قرآن ہی یا حدیث ہی یا خود سمجھو اپنی مرضی سے، نہیں، صحابہ کو رسول اللہ صلي اللہ علیہ وسلم نے،امیین کو کس نے سمجھایا ہے؟اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلي اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے۔پھر انہوں نے کس کو سمجھایا ہے آگے؟تابعین کو اتباع التابعین کو،اس طریقے سے یہ سلسلہ جاری ہوا اور تا قیامت رہے گا، طائفۃ المنصورۃ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے سبحان اللہ!تا قیامت رہے گی۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا۝٩﴾ ﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۝١٠﴾ اور تحقیق نامراد ہوا جس نے اسے خاک میں ملایا۔ جس نے نفس کا تزکیہ نہیں کیا اس نے گویا کہ اپنے نفس کو خاک میں ملایا ہے،ناکام ہوا ہے،دنیا میں بھی ناکام آخرت میں بھی ناکام۔دنیا میں ناکام کیوں ہے؟کیونکہ جس مقصد کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے اس مقصد سے وہ دور رہا،اور دنیا کمائی ہے اس نے لیکن ہاتھ میں لے کر گیا ہے کچھ؟تو دنیا تو گئی نہ۔تو اس سے بڑی ناکامی کیا ہے؟بعض لوگ جب مرتے ہیں تو روتے ہیں۔ کیوں رو رہے ہو؟کہتے ہیں دنیا ہاتھ سے چلی گئی ہے۔ساری زندگی کماتا رہا اب ہاتھ سے جا رہی ہے۔بعض جیسے لوگوں کو کوئی نقصان ہوتا ہے نہ تو ان کی نیندیں اڑ جاتی ہیں مرنے کو آتے ہیں۔کہتے ہیں دنیا ختم ہو گئی ہماری،ہائے ہلاک ہو گئے،ہائے برباد ہو گئے۔کہتے ہیں کہ نہیں کہتے؟بھئی جس نے پہلے دیا تھا اب اور دے گا نہ تو صبر کرو،مصیبت میں کہو انا للہ وانا الیہ راجعون۔بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف مرنے کے لیے ہے،کوئی مرے گا تب یہ پڑھنا ہے یہ الفاظ یہ جملہ جو ہے،اللہ کے بندو کوئی مصیبت ہے کسی مصیبت کے لیے آپ پڑھ سکتے ہیں،اس کا تعلق مصیبت سے ہے مرنے سے نہیں ہے چاہے مصیبت مال میں ہو،گھر میں ہو،اولاد میں ہو،جاب میں کسی چیز میں مصیبت ہو کر ناصبر ہے اور یہ آیت جو ہے یہ پڑھنی ہے۔﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۝١٠﴾ ناکام ہوا نامراد ہوا جس نے اسے خاک میں ملایا۔ پھر اللہ تعالی ایک مثال دیتے ہیں۔ایک قوم کی مثال دیتے ہیں ایک شخص کی نہیں،جو بڑی طاقتور قوم تھی اپنے زمانے کی۔﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۝١٠﴾ جو نفس کا تزکیہ نہیں کرتا اسے خاک میں ملا دیتا ہے

اپنے رب کی نافرمانی کر کے اور ناکام ہو جاتا ہے دنیا اور آخرت میں، چاہے ایک شخص ہو چاہے پوری قوم ہو۔ یہ قاعدہ سب کے لیے ہے۔ اللہ تعالی کا حکم تبدیل نہیں ہوتا۔

قوم ثمود کو اللہ تعالی نے طاقت دی، جسمانی طاقت۔ ان کے پاس ٹیکنالوجی بھی تھی کہ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے تھے، بڑی طاقتور قوم تھی، وہ پہاڑوں کو اتنے خوبصورت طریقے سے تراشتے تھے کہ دنیا حیران ہو گئی، آج دنیا کی بڑی نشانیوں میں سے ہے، ایک معجزہ نظر آتا ہے کہ یہ کون سے لوگ تھے اور کیسے رہتے تھے، کیا طاقت تھی ان کے پاس اور آپ یہ دیوار دیکھ لیں جیسا کہ اس میں سیمنٹ لگی ہوئی ہے نہ وہ بغیر سیمنٹ کے پہاڑ کو ہی ایسے سیدھا کر دیتے تھے، یعنی یہ تو ہمارے سامنے یعنی یہ اس میں بلاکس ہیں، سیمنٹ وغیرہ ہے پھر اس میں ہم نے اوپر پینٹ بھی کیا ہوا ہے کتنی محنت ہے اس میں۔ طاقت کم ہے اس میں، طاقت بہت کم لگی ہوئی ہے محنت اس میں ہے۔ لیکن اس وقت دیکھیں پہاڑ، جو پہاڑ آپ دیکھیں پہاڑ کیسے ہوتا ہے؟ اور پہاڑ کو ایسے سیدھا کر دینا بغیر مشینری کے، کوئی مشینری بھی نہیں تھی ان کے پاس، کیا مشینری تھی؟ کوئی پیٹرول نہیں تھا کوئی مشینری نہیں تھی، کیا تھا ان کے پاس؟ یہ دو ہاتھ تھے ان کے پاس، یہ طاقت تھی ان کے پاس۔ دنیا کو حیران کر کے رکھ دیا ہے۔ لیکن کیا کیا ہے ان لوگوں نے، کیا اللہ تعالی کی اس نعمت کی قدر کی ہے؟ اس طاقت کی اس ٹیکنالوجی کی قدر کی ہے؟ سبحان اللہ!

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿كَذَّبَتۡ ثَمُودُ بِطَغۡوَاهَآ ۝١١﴾ جھٹلایا ثمود نے سرکشی کی وجہ سے جھٹلا دیا۔ کسے جھٹلایا ہے؟ اپنے نبی صالح علیہ الصلاۃ والسلام کو۔ اللہ تعالی کے پیارے نبی صالح علیہ الصلاۃ والسلام۔ اللہ تعالی نے اپنی قوم، اپنی قوم میں سے جو سب سے بہترین انسان تھا، عام نہیں سب سے اچھا انسان کریکٹر کے اعتبار سے، اخلاق کے اعتبار سے، رہن سہن کے اعتبار سے، سچ بولنے کے اعتبار سے جو سب سے اچھا تھا اپنی قوم میں سے اللہ تعالی نے اسے چنا ہے۔ المصطفین الاخیار۔ تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ تو بندہ ایسے تھا یہ کہاں سے آ گیا، کہتا ہے کہ میں نبی بن گیا ہوں یا رسول ہوں، نہیں! سب سے اچھا۔ رسالت سے پہلے نبوت سے پہلے کیسے تھے اب نبوت کے بعد یہی لوگ جو سب سے اچھا کہتے تھے جھٹلانا شروع کر دیا اور تہمتیں لگانا شروع کر دیں۔

﴿كَذَّبَتۡ ثَمُودُ بِطَغۡوَاهَآ ۝١١﴾ ثمود کی قوم نے بِطَغۡوَاهَآ جھٹلایا کیوں ہے اپنے پیارے نبی کو؟ اپنے نبی کو جھٹلایا کیوں ہے؟ اللہ تعالی کے پیارے نبی کو کیوں جھٹلایا ہے؟ بِطَغۡوَاهَآ سرکشی کی وجہ سے، طغیان کہتے ہیں حد سے گزرنے کو۔ سرکش لوگ تھے۔ حد سے گزرنے والے تھے، گھمنڈ تھا، تکبر تھا کیونکہ طاقت تھی ان کے پاس۔ طاقت کہاں سے آئی ان کے پاس؟ پیدائشی تھی؟ بس یونہی نیچر نے ان کو دے دی ہے؟ سبحان اللہ! اگر نیچر نے دی ہوتی تو پھر نیچر نے کہاں ان سے کوئی انتقام لینا ہے۔ پھر تزکیے کی کیا کہاں سے بات آ گئی ہے؟ ﴿قَدۡ أَفۡلَحَ مَن زَكَّىٰهَا ۝٩﴾ ﴿وَقَدۡ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا ۝١٠﴾ کی کہاں سے بات آئی ہے؟ یہ سب

اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا انعام اور احسان ہے۔ بے قدرے لوگ تھے قدر نہیں کی، الا بہت کم لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ کے رسول صالح علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیمات کو قبول کیا اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا﴾ سرکشی ہلاک کر دیتی ہے۔ ہوا کیا؟ ﴿إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ جب ان کا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا، اس قوم میں سے ایک بڑا سب سے بدترین انسان تھا جو سب سے بڑا دشمن تھا صالح علیہ الصلاۃ والسلام کا۔ مخالفت کرنی ہے سخت مخالفت کرنی ہے۔ اپنے زمانے کا سب سے بدترین انسان تھا۔ یاد رکھیں ہر زمانے میں سب سے بدترین انسان کون ہوتا ہے؟ جو حق کا سب سے بڑا مخالف ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ یاد رکھ لیں، حق کا سب سے بڑا مخالف سب سے بدترین انسان ہوتا ہے۔ اس زمانے میں حق تھا اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صالح علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ، مخالف یہ شخص تھا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود گواہی دیتے ہیں ﴿إِذِ انبَعَثَ أَشْقَاهَا﴾ اُشقاھا سب سے بدترین انسان اپنی قوم کا۔ بدبخت انسان۔ کیوں اٹھ کھڑا ہوا؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا﴾ تو ان سے اللہ کے رسول نے کہا خبردار رہو، اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے کی باری سے۔ یہ شخص اٹھ کے کھڑا ہوا اونٹنی کو قتل کرنے کے لیے۔ تو اونٹنی کہاں سے آ گئی؟ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے ایک آیت تھی جو اللہ تعالے نے اپنے پیارے نبی کو عطا فرمائی۔ صالح علیہ الصلاۃ والسلام کا معجزہ کیا تھا؟ جو آیت تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اونٹنی تھی۔ ناقۃ الصالح علیہ السلام، ناقۃ اللہ۔ یہ وہ اونٹنی ہے جو قوم کے کہنے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قوم والوں نے دیکھا کیونکہ پہاڑوں میں رہتے تھے یہ سرخ پہاڑ بھی سرخ کلر کے تھے تو انہوں نے کہا بھئی ہم دیکھتے ہیں کہ اگر آپ یہ دعوی کرتے ہو کہ اللہ کے نبی ہو اللہ کے رسول ہو تو ٹھیک ہے، یہ جو سامنے آپ کے یہ جو بڑی چٹان ہے نہ یہ جو سامنے بڑا پہاڑ ہے اس میں سے ہمیں اونٹنی نکال کے دو، اس کا رنگ سرخ ہونا چاہیے، اس کے بال کتنے بڑے ہونے چاہییں، اس کے ساتھ اس کا بچھڑا بھی ہونا چاہیے، کتنا اس کا بڑا قد ہو، کیا، جو بھی انہوں نے بتائی جو صفات بتائیں اس صفات کے مطابق ہمیں وہ اونٹنی چاہیے تو پھر ہم مانیں گے تم اللہ کے رسول ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسی پہاڑ میں سے اس اونٹنی کو نکال دیا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں کیا فرماتے ہیں؟ کن فیکون۔ اونٹنی سامنے آ گئی، مان لیا؟ ﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا﴾ جھٹلا دیا۔ کہا یہ تو جادو ہے ہم کیسے مان لیں۔

ابھی تم نے تو خود تو کہا ہے۔ کہتے نہیں ہم نہیں مانتے۔

صرف یہاں تک نہیں اب بدبختی دیکھیں۔ اتنی بڑی اونٹنی تھی کہ ایک دن میں یہ اونٹنی پوری بستی کا پانی پی لیتی تھی اور اس کے عوض میں دودھ دیتی تھی۔ اللہ نے ان کو پھر بھی محروم نہیں کیا، خیر سے محروم نہیں کیا، پانی سے محروم نہیں کیا یعنی ایک دن

اونٹنی پوراپانی پی لیتی تھی دوسرے دن پوری قوم پیتی تھی پانی، پوری بستی پانی پیتی تھی۔ تو جس دن بستی والوں کو پانی نہیں ملتا تھا اتنا دودھ دیتی تھی کہ پوری بستی والے دودھ پیتے تھے۔ اس کے باوجود بھی سب سے بدبخت انسان اٹھ کھڑا ہوا ﴿إِذِ انۢبَعَثَ أَشۡقَاهَا﴾ کیوں اٹھ کھڑا ہوا؟ اس اونٹنی کو قتل کرنے کے لیے، تو اللہ تعالی کے پیارے نبی صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے منع فرمایا: ﴿فَقَالَ لَهُمۡ رَسُولُ ٱللَّهِ نَاقَةَ ٱللَّهِ وَسُقۡيَٰهَا﴾ ذراخیال رکھنا خبردار رہنا یہ اللہ تعالی کی اونٹنی ہے، میری اونٹنی نہیں ہے۔ یہ اس رب کی بھیجی ہوئی اونٹنی ہے اس نے اسے پیدا کیا ہے تمہارے لیے معجزے کے طور پر، آیت کے طور پر۔ اسے ہاتھ مت لگاؤ، اسے نقصان مت پہنچاؤ۔

﴿فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا﴾ پس انہوں نے اس کو جھٹلایا یعنی اپنے پیارے نبی کو جھٹلایا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں یعنی قتل کردیا اس اونٹنی کو۔ اس کے بچھڑے کو بھی قتل کردیا۔ اونٹنی کو بھی قتل کردیا۔ ہٹ دھرمی کی انتہاد یکھیں۔ اللہ کے پیارے نبی نے منع فرمایا ہے، خبردار کیا ہے اللہ کی پکڑ سے بچو، اللہ کے عذاب سے بچو یہ اللہ تعالی کی اونٹنی ہے۔ ﴿فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا﴾ نتیجہ ﴿فَدَمۡدَمَ عَلَيۡهِمۡ رَبُّهُم بِذَنۢبِهِمۡ فَسَوَّىٰهَا﴾ پھر ان کے رب نے ان پر ان کے گناہ کے سبب ہلاکت ڈالی پھر انہیں برابر کردیا۔ اللہ تعالی نے سب کو ہلاک کردیا، ساری قوم ہلاک ہوگئی سوائے ان کے جو مومن تھے اور بہت کم تعداد میں تھے۔ ہمیشہ اہل حق کم تعداد میں ہوتے ہیں، اکثریت ہلاک ہونے والی ہلاک ہو جاتی ہے اور ہلاک ہونے والے ہوتے ہیں کیونکہ نافرمان ہوتے ہیں۔ حق کو دھتکار دیتے ہیں، حق کو قبول نہیں کرتے۔ «دمدم» یعنی ان کو ہلاک کیا اور جڑ سے ہلاک کردیا ہے کوئی باقی چیز نہیں رکھی ان کی۔ ایسا عذاب نازل فرمایا کہ ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا۔ «بذنبھم» یہ سزا کیوں ملی انہیں، ہلاک کیوں کیا گیا؟ کیوں عذاب تھا؟ ان کے گناہوں کی وجہ سے۔ «بذنبھم»

«فسوھا» اور زمین سے اور مٹی سے ملادیا ان سب کو، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ مشرکین عرب جب کسی طاقت ور سے بدلہ لیتے تو ڈر ان کو لاحق ہوتا اب یہ بھی تو بدلہ لیں گے ناہم سے۔ تو اس لیے سوچ سمجھ کے کسی کو نقصان پہنچاتے یا کسی سے جنگ کرتے۔ یہ ہمیشہ سے انسان کی ایک فطرت ہے جب کسی طاقتور سے اس کو کوئی ٹکر ہوتی ہے یا مخالفت ہوتی ہے یا اس سے کوئی جنگ کرتا ہے یا لڑائی کرتا ہے تو پھر دل میں کھٹکا ہوتا ہے نا کہ ارے یہ بھی تو بدلہ لے گا نا تو محتاط رہتا ہے۔ کیونکہ سننے والے مشرکین عرب تھے، یہ قصہ کسے سنایا جارہا ہے؟ مشرکین عرب کو سنایا جارہا ہے۔ قوم ثمود تو چلی گئی نا، ان کو نہیں سنایا جارہا، یہ ہمارے لیے ہے یہ ان کے لیے ہے۔ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ہے چاہے وہ امة الدعوة یا امة

الاجابة ہو۔ان لوگوں کے لیے ہے،اورتا قیامت ہم یہ پڑھتے رہیں گے ،یہ قران مجید رہے گا تا قیامت رہے گا۔ تو مشرکین عرب جب یہ سب سنتے ہیں کہ نفس کا تقوی کہ نفس کو پاک کرنا ہے اور یہ ساری چیزیں اللہ نے اتنی طاقتور قوم کو زمین کے برابر ہلاک کر دیا، تو اس سے پہلے کہ یہ سوچتے کہ کوئی بدلہ لینے والا نہیں ہے ایسے رب سے، اللہ نے کیا فرمایا ہے﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ﴿١٥﴾﴾ اور وہ ان کے انجام سے نہیں ڈرتا۔ اللہ سے کون بدلہ لے سکتا ہے؟ رب ذوالجلال سبحانہ وتعالی سے کون مقابلہ کر سکتا ہے؟ تو اس لیے اگر کسی کے ذہن میں ایسی بات ہے تو وہ بھی دل سے نکال دے کہ اللہ تعالی جب کسی کو سزا دینا چاہتا ہے جب کسی پہ عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو واللہ کوئی بھی اسے روک نہیں سکتا۔ اللہ تعالی کسی کو پکڑنا چاہے دنیا کی سب سے بڑی ذات ہی کیوں نہ ہو اللہ کی پکڑ سے کوئی اسے چھڑا نہیں سکتا۔﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ﴾ ﴿لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ﴾ ﴿ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ﴾ کس کے بارے میں یہ ہو رہی ہے یہ بات؟ اللہ تعالی کے سب سے پیارے نبی سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ اپنی طرف سے کوئی بات کریں وحی کے بغیر، مشرکین نے کیا کہا کہ یہ شاعر کا کلام ہے، یہ کاہن کا کلام ہے۔ اللہ نے دونوں کی نفی کر دی ہے۔﴿وما هو بِقَوْلِ شاعِرٍ قَلِيلًا ما تُؤْمِنُونَ﴾ ﴿ولا بِقَوْلِ كاهِنٍ قَلِيلًا ما تَذَّكَّرُونَ﴾ ﴿تَنْزِيلٌ مِن رَبِّ العالَمِينَ﴾ تو ہے کیا؟ رب العالمین کی نازل کردہ تنزیل ہے یہ کتاب قرآن مجید۔ تو کہتے ٹھیک ہے نا کاہن کا قول ہے نا شاعر کا قول ہے، ہے تو محمد کا قول نا، صلی اللہ علیہ وسلم۔ اپنی طرف سے لے کر آیا ہے۔ جواب کتنا سخت ہے ذرا غور کیا ہے؟﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ﴾ اگر بعض باتیں اپنی طرف سے کہہ دیتا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم﴿لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ﴾ دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے ہم﴿ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ﴾ اور شہ رگ کاٹ دیتے ہم۔﴿فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ﴾ کوئی روک نہیں سکتا۔ سبحان اللہ!

اور آج بعض بدبخت لوگ کہتے ہیں اللہ دا پکڑیا چھڑائے محمد، محمد دا پکڑیا چھڑا کوئی نئ سکدا۔ انا لله ونا اليه راجعون۔

﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ﴿١٥﴾﴾ استغفر اللہ! اللہ تعالی کسی کے انجام سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ اللہ تعالی سے بڑھ کر کوئی ذات نہیں ہے، اللہ تعالی کے سوا جتنے بھی موجودات ہیں سب مخلوقات ہیں۔ اللہ کے حکم سے چلتے ہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی مخلوق آپ دیکھ لیں وہ مخلوق ہے خالق نہیں ہے۔ دنیا کے سب سے بڑے عزت دار شخص کو دیکھ لیں اس کی عزت اس کے رب کی دی ہوئی عزت ہے۔ اللہ کے انبیاء بھی کیا ہیں؟ مصطفین الاخیار۔ کس نے چنا ہے؟ انہوں نے خود اپنے آپ کو نبی بنایا ہے؟ نہیں، اللہ نے ان کو چنا ہے۔ وحی اللہ کی مرضی سے ان پر نازل ہوئی ہے۔

یہ عظیم سورۃ ہے سورۃ الشمس۔ اور بھی کچھ باتیں ہیں لیکن وقت ختم ہو گیا ہے سمجھدار کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔ نفس کا تزکیہ کرنا ہے۔ اپنے نفس کو پاک کرنا ہے۔ اگر کامیاب ہونا ہے تو۔ ہم میں سے کون ہے جو کامیاب نہیں ہونا چاہتا، کوئی ہے؟ یقیناً ہم سب کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ دنیا کا ہر انسان کامیاب ہونا چاہتا ہے، لیکن کامیابی اچھی صرف اچھی تعلیم میں نہیں ہے، صرف مال و دولت میں نہیں ہے۔ صرف ڈاکٹر انجنئیر بننے سے نہیں ہے۔ کامیابی ہے نفس کی پاکیزگی سے۔ نفس کو پاک کرنا سیکھیں نفس کو پاک کیسے کیا جاتا ہے۔ فرمانبر داری کا راستہ کیا ہے۔ ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ فجور کا راستہ کیا ہے اسے چھوڑنا ہے اور تقویٰ کا راستہ کیا ہے اسے اختیار کرنا ہے اور اس پر قائم رہنا ہے۔ مرتے دم تک قائم رہنا ہے۔ پاؤں پھسل جائے تو سنبھلنا ہے۔ گناہ ہو جائے تو توبہ کرنی ہے۔ نافرمانی ہو جاتی ہے، گناہ ہم سے ہو جاتے ہیں، ہم خطاکار ہیں لیکن سب سے بہترین خطاکار کون ہیں؟ «التوابون» جیسے کہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلي اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھائی ہے؟

ہاں کھائی ہے نہ، ہاں بتایا ہے نہ میں نے۔ ﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا﴾ وہ کون ہے جس نے نفس کو سیدھا کیا، پیدا کیا اور پھر سیدھا کیا؟ ﴿وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا﴾ آسمان اور جس نے آسمان کو پیدا کیا ہے، کس نے آسمان کو بنایا ہے پیدا کیا ہے؟ اللہ نے کیا ہے نہ؟ ﴿وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا﴾ اور زمین کی قسم جس نے زمین کو ہموار کیا ہے۔ کس نے ہموار کیا ہے سیدھا کیا ہے؟ واللہ اعلم۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (091: سورۃ الشمس کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio